قصص قرآن

بارھویں قسط

گزشتہ سے پیوستہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام

(ستارہ پرستوں کے درمیان)

فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَأَىٰ كَوْكَبًا قَالَ هَٰذَا رَبِّي فَلَمَّا أَفَلَ قَالَ لَا أُحِبُّ الْآفِلِينَ ۝ فَلَمَّا رَأَى الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هَٰذَا رَبِّي فَلَمَّا أَفَلَ قَالَ لَئِن لَّمْ يَهْدِنِي رَبِّي لَأَكُونَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّالِّينَ ۝

یعنی جب اس پر رات کی تاریکی چھا گئی تو ایک ستارہ کو دیکھا تو (قوم والوں سے) کہا یہ میرا خدا ہے۔ پھر جب وہ ڈوب گیا تو کہنے لگے غروب ہو جانے والی چیزوں کو خدا بنانا پسند نہیں کرتا۔ پھر جب چاند کو طلوع ہوتا دیکھا تو بول اٹھے کیا یہی میرا خدا ہے۔ پھر جب وہ بھی غروب ہو گیا تو کہنے لگے کہ اگر کہیں میرا حقیقی پروردگار میری ہدایت نہ کرتا تو میں ضرور گمراہ لوگوں میں ہو جاتا۔

(سورۂ انعام ۔ ۷۶، ۷۷)

بابل سے فلسطین و بیت المقدس کی طرف اپنے سفر کے دوران حضرت ابراہیم علیہ السلام ستارہ پرستوں کے درمیان پہونچ گئے۔ یہ لوگ خداوند عالم کے بجائے ستاروں کی پرستش و عبادت کیا کرتے تھے اور ستاروں کو ہی اپنا خدا بنا رکھا تھا۔ جیسے ہی حضرت ابراہیمؑ کو ان لوگوں کی گمراہی کا پتہ چلا انہوں نے اس گمراہ قوم کی ہدایت و رہنمائی کا اٹل ارادہ کر لیا۔

تاریخ گواہ ہے کہ گمراہوں اور جاہلوں کے ساتھ محبت و نرمی و خوش اخلاقی اور ان کی دلداری انبیاء علیہم السلام کا مخصوص طریقہ رہا ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت ابراہیمؑ نے لوگوں کی ہدایت و رہنمائی کے سلسلے میں انتہائی محبت آمیز راہ و روش سے کام لیا ہے اور ہدایت و رہنمائی کے ابتدائی مرحلہ میں انہیں لوگوں کے مذہب کے مطابق اپنا تعارف کرایا اور اپنے منطقی دلائل سے ان کے مذہب کی بنیاد ہلا دی۔

جب رات آئی اور ہر طرف تاریکی چھا گئی تو آسمان میں ہر طرف ستارے چمکنے لگے تو ابراہیمؑ نے لوگوں کی دلجوئی کی خاطر کہا: "یہ ستارہ میرا خدا ہے" لیکن تھوڑی ہی دیر میں وہ ستارہ غروب اور لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ یہ دیکھ کر ابراہیمؑ کہنے لگے کہ میں غروب ہو جانے والے خدا کو بالکل پسند نہیں کرتا ہوں۔ کچھ ہی دیر میں افق پر چاند نمودار ہو گیا۔ حضرت ابراہیمؑ نے چاند کی طرف دیکھا اور جب قوم والے ان کی طرف ہمہ تن متوجہ ہو گئے تو حضرت ابراہیمؑ کہنے لگے کہ یہ میرا خدا ہے۔ یہ اس ستارہ سے بڑا ہے۔ لیکن تھوڑی دیر بعد جب چاند بھی ڈوب گیا تو

انہوں نے کہا کہ اگر میرا حقیقی خدا میری ہدایت و رہنمائی نہ کرے گا تو یقیناً میں گمراہوں میں ہو جاؤں گا۔

رات ختم ہوئی اور مشرق سے آفتاب عالمتاب اپنی غیر معمولی چمک کے ساتھ طلوع ہوا۔ حضرت ابراہیمؑ نے آفتاب کی عظمت و نورانیت کو غور سے دیکھا اور کہنے لگے کہ یہ میرا خدا ہے اور یہ تمام ستاروں کی طرح وہ بھی لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ حضرت ابراہیمؑ نے شرک اور بت پرستی سے اپنی بیزاری ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ میں ان متغیر و مختلف رنگ و روپ والی مخلوقات سے بیزار ہوں۔ اور بیشک میں اس خدا کی طرف رجوع کرتا ہوں جو اس زمین اور آسمانوں کا خالق ہے۔ میں فقط اس خدائے وحدہٗ لاشریک کی عبادت کرتا ہوں اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔

حضرت ابراہیمؑ نے اس راہ و روش کے ذریعہ اپنے احتجاجات کا خاتمہ کرتے ہوئے لوگوں کو معبود حقیقی کی طرف متوجہ کر دیا لیکن قوم والوں نے ابراہیمؑ کی ہدایت و رہنمائی کو دل و جان سے قبول کرنے کے بجائے ان سے بحث و مباحثہ چھیڑ دیا۔ ابراہیمؑ نے ان لوگوں سے کہا: "تم لوگ خداوند عالم کے بارے میں مجھ سے بحث و مباحثہ کر رہے ہو حالانکہ خداوند عالم مجھے راہ حق و ہدایت کی طرف متوجہ کر چکا ہے۔ جب قوم والوں نے دیکھا کہ ابراہیمؑ پر ان لوگوں کی بات کا کوئی اثر نہیں ہو رہا ہے اور وہ اپنی خدا پرستی کی راہ و روش پر پوری آمل ہیں تو ان لوگوں نے ابراہیمؑ کو دھمکی دی اور ستاروں کے غیظ و غضب سے بھی خوفزدہ کیا لیکن ان دھمکیوں کا ابراہیمؑ پر کوئی اثر نہ ہوا کیونکہ انہیں اس حقیقت کا بخوبی اندازہ تھا کہ خداوند عالم کے علاوہ کوئی قادر نہیں ہے اور ستارے بے ارادہ مخلوق ہیں اور زمین و آسمان پر بس خدا کی حکومت ہے اور سب اس کے طابع و فرمانبردار ہیں۔

بقیہ: تعلیمات قرآن

قرآن داستانوں کے ذکر کے دوران کبھی کبھی ایسی تعبیریں پیش کرتا ہے کہ اس سے دوسرے مسائل بھی روشن ہو جاتے ہیں۔ پس اس جگہ اصحاب کہف کے کتے کی کیفیت کا ذکر اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ ان لوگوں کے ساتھ ایک کتا بھی تھا جو ان کے پیچھے پیچھے رہا کرتا تھا یعنی وہ کتا گویا ان لوگوں کی نگہبانی کے فرائض انجام دیتا تھا۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ کتا کہاں سے ان لوگوں کے ساتھ آ گیا۔ کیا کتا ان لوگوں کا "صید" تھا یا واقعی کوئی کتا تھا جو راستہ میں ان لوگوں کو مل گیا تھا۔ یعنی ان لوگوں کو دیکھتے ہی اس نے دیگر جانوروں کو آبادی کیطرف روانہ کر دیا اور چونکہ خود حقیقت اور ملاقات یار کا مشتاق تھا لہٰذا ان پاکیزہ قلب لوگوں کے ساتھ چل پڑا اور ان لوگوں کے پیچھے پیچھے چلتا رہا۔

کیا اس سے اس بات کی نشاندہی نہیں ہوتی ہے کہ راہ حق تک پہونچنے کے لئے سبھی عاشق اس راہ پر گامزن ہو سکتے ہیں اور معشوق کی گلی کا دروازہ کسی کے لئے بند نہیں ہے۔ چاہے وہ ظالم بادشاہ کا توبہ کرنے والا وزیر ہو یا کوئی عام آدمی یا اس کا کتا؟!

کیا قرآن مجید میں یہ نہیں کہا گیا ہے کہ زمین و آسمان کی تمام مخلوقات یعنی درخت اور دیگر جاندار مخلوقات ذکر خداوندی کیا کرتی ہیں اور ان کے قلوب عشق الٰہی سے معمور ہوا کرتے ہیں (سورۂ اسراء آیت ۴۴)

۶۔ اصحاب کہف کی نیند کا منظر ایسا رعب انگیز تھا کہ اگر تم انہیں دیکھتے تو تم سر سے پیر تک خوفزدہ ہو کر بھاگ کھڑے ہوتے (لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ﴿۱۸﴾)

یہ پہلی اور آخری مرتبہ ہے کہ خداوند عالم رعب و خوف کے ذریعہ اپنے باایمان بندوں کے ارد گرد ایک حفاظتی سپر پیدا کر دیتا ہے۔ سورۂ آل عمران کی ۱۵۱ ویں آیت میں بھی اس قسم کے منظر کی نشاندہی ملتی ہے جہیں ارشاد خداوندی ہوتا ہے کہ "سَنُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ" یعنی ہم بہت جلد ہی کافروں کے دلمیں خوف و دہشت پیدا کر دیں گے۔

لیکن یہ بات واضح نہیں ہے کہ اصحاب کہف کو دیکھنے کے بعد دیکھنے والے پر جس رعب و دہشت کے پیدا ہونے کی بات کہی گئی ہے وہ ان کی جسمانی کیفیت کیوجہ سے تھی یا اسمیں ایک پوشیدہ روحانی طاقت کام کر رہی تھی؟ قرآنی آیات اس موضوع پر کوئی روشنی نہیں ڈالتیں اگرچہ مفسرین نے اس سلسلے میں کافی بحث کی ہے لیکن اس بحث میں کوئی واضح دلیل نہ ملنے کیوجہ سے انہیں یہاں نقل کرنا بے سود ہے۔

ضمناً جملہ " وَلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ﴿۱۸﴾ یعنی سر سے پیر تک تمہارے اوپر خوف طاری ہو جاتا۔ جملہ " لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا " کی علت کی حیثیت رکھتا ہے جس کا مطلب ہے کہ اگر تم انہیں دیکھ لیتے تو بھاگ جاتے۔ یعنی اس وجہ سے بھاگ کھڑے ہوتے کہ تمہارے دل و دماغ پر غیر معمولی خوف طاری ہو جاتا دوسری عبارت میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ دل انسانی جسم کا مرکز ہوتا ہے اور دلمیں خوف پیدا ہوتے ہی سارا جسم اس سے پوری طرح متاثر ہو جاتا ہے۔ بہر حال جب کسی چیز سے ارادہ خداوندی کا تعلق ہو جائے تو معمولی ترین راستے سے اہم ترین نتائج برآمد ہوا کرتے ہیں۔